ڈاکٹر نذیر احمد :

فارسی کے چند قطعات سے متعلق یادداشتیں

(میرزا محمد بن عبدالوہاب قزوینی ایران کے عظیم محقق گذرے ہیں ، اور یہ بات بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ فارسی زبان و ادب اور تاریخ کے اعتبار سے شاید ہی کوئی محقق دور جدید میں ان کے پاسے کا گذرا ہو ، حال ہی میں ان کی یادداشتیں ایرج افشار کی کوشش سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئی ہیں ، میرزا محمد وقتاً فوقتاً چھوٹے بڑے مسائل پر یادداشتیں قلم بند کر لیا کرتے تھے اس طرح ہزاروں مسائل ان کی یادداشتوں کے موضوع قرار پائے ، یہ یادداشتیں قیمتی معلومات کا خزانہ ہیں ، لیکن ان کی ترتیب و تنظیم میں ایرج افشار کو جو زحمتیں اٹھانا پڑی ہوں گی وہ تو انھی کا دل جانتا ہو گا۔ میرزا صاحب کی یادداشتیں شکستہ خط میں ہیں ، اور ان میں کاٹ پیٹ بھی کافی ہے ، دراصل ان کی تحریروں کا پڑھنا کوہ کندن کے مترادف ہے۔ بہرحال میرزا محمد کی یادداشتوں سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ چھوٹے بڑے امور پر اظہار خیال کرنا بہت سودمند ہوتا ہے ۔ راقم نے اس مقالے میں تین امور پر یادداشتیں لکھی ہیں :

- سعدی کا ایک قطعہ
- انوری کا ایک قصیدہ
- محمد بن علی راوندی کی ایک نظم

ان سب میں کچھ نئی باتیں اور کچھ نئے سوال ہیں ، امید ہے کہ محققین کے لیے یہ امور دلچسپی کا باعث ہوں گے)

سعدی کا ایک قطعہ

گلستان ، باب اول کی حکایت دوم (۱) اس طرح پر ہے کہ خراسان کے ایک بادشاہ نے محمود غزنوی کو خواب میں دیکھا کہ اس کا جسم مرنے کے بعد ریزہ ریزہ ہو چکا ہے ، لیکن اس کی آنکھوں میں حرکت ہے اور وہ دیکھ رہی ہیں ، دانشور اس خواب کی تعبیر نہ کر سکے ، ایک درویش نے کہا کہ اس کی آنکھیں حسرت سے دیکھ رہی ہیں کہ اس کا ملک دوسروں کے قبضے میں ہے ، اس کے بعد چار شعر کا حسب ذیل قطعہ ہے ۔

بس نامور بزیر زمین دفن کرده اند — کز هستیش بروی زمین برنشان (۲) نماند
وآن پیر لاشه را که سپروند زیر گل (۳) — خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زنده است نام فرخ نوشیروان بخیر (۴) — گرچه بسی گذشت که نوشیروان (۵) نماند

نیکی کن ای فلان و غنیمت شمار عمر   زان پیشتر که بانگ بیاید فلان نماند

چھٹی صدی ہجری کے وسط میں شرف الدین محمد بن مسعود مروزی بخاری (۶) نے اپنے رسالے "آثار علوی" میں شاعروں کو عطیہ دینے کے سلسلے میں لکھا ہے :

> آنچہ پاشاہان خردمندو بزرگان نیکو رای درمدح شعرا رغبت نمودہ اندو مالہای بسیار عطای ایشان فرمودہ سبب کسب کردن نام نیکو وذکر ایام دولت ایشان بودہ است ......

اور اس کے بقول تین شعر کا یہ قطعہ (۷) درج کیا ہے : لیکن شاعر کا نام نہیں بتایا -

آن خسروان (۸) کہ نام نکو کسب کردہ اند   رفتند و یادگار ازیشان جز آن نماند
ایشان نہان شدند درین جوف کائنات   لیکن شعار کردہٗ ایشان نہاں نماند
نوشین روان اگرچہ فراوانش گنج بود   جز نام نیک از پس نوشین روان نماند

راحۃ الصدور (۹) راوندی کے مصنف محمد بن علی بن سلیمان راوندی نے آثار علوی میں مندرج تین بیتوں میں سے پہلی اور تیسری ابیات اپنی کتاب میں (۱۰) درج کی ہیں ، یہ کتاب ۵۹۹ ھ میں لکھی جانی شروع ہوئی (اس میں بھی شاعر کا نام درج نہیں)- فارسی کے اشعار عربی کے حسب ذیل قطعے (۱۱) کے بعد نقل ہوئے ہیں :

لولا جریرٌ (۱۲) والفرزدق (۱۳) لم یَدُم   ذکرٌ جمیل من بنی مروان (۱۴)
تَرَکَی ثناء الرّودکی (۱۵) مخلداً   من کل ماجُمِعَتْ بنو سامان (۱۶)
و ملوک غسّان (۱۷) تفانوا غیرما   قد قالہ حسّان (۱۸) فی غسّان

(اگر جریر اور فرزدق نہ ہوتے تو بنی مروان کا ذکر جمیل باقی نہ رہتا ، بنی سامان نے جو کچھ (مال و متاع) جمع کیا تھا ، اس میں رودکی کی مدحیہ نظموں کے علاوہ کچھ نہ باقی رہا ، ملوک غسّان اور ان کے متعلقات سب فنا ہو گئے ، سوائے اس کے جو حسّان نے غسّان کے بارے میں کہے تھے)

فارسی قطعہ یہ ہے :

آن خسرواں کہ نام نکو کسب کردہ اند   رفتندو یادگار ازیشان جز آن نماند
نوشین رواں اگرچہ فراوانش گنج بود   جز نام نیک از پس نوشین روان نماند

فتحنامہٗ سند (چچ نامہ) کے مقدمے میں علی بن حامد کوفی نے ۶۱۳ ھ میں بقائے دوام کے لیے چار شرطیں بتائی ہیں (۱۹) ، اول انصاف و معدلت کو شعار بنانا ، دوم صدقات و انعامات

سوم اولاد کو ہنر و اخلاق سے
کے ذریعے ذخیرۂ آخرت جمع کرنا/ آراستہ کرنا چہارم حکما و علما کو عمدہ کتابوں کو تصنیف کرنے کا شوق دلانا۔ اس کے بعد قطعۂ ذیل درج کیا ہے:

آن سروران کہ نام نکو کسب کردہ اند　　　رفتند و یادگار ازیشان جز آن نماند
نوشیروان اگرچہ فراوانش گنج بود　　　جز نام عدل از پس نوشین روان نماند

چچ نامہ سلطان ناصر الدین قباچہ (۲۰) کے وزیر عین الملک فخرالدولہ حسین بن ابی بکر بن محمد اشعری (۲۱) جس کے نام پر عوفی نے تذکرہ لباب الالباب لکھا، کے نام معنون ہے، گو قباچہ کی مدح کے ساتھ انوری (۲۲) کے ایک قصیدے کے کچھ اشعار نقل ہوئے ہیں۔

محمد عوفی نے اپنے مشہور تذکرے لباب الالباب جلد اول میں فضیلت شعر و شاعری کے ضمن میں راحۃ الصدور اور چچ نامے میں مندرج دو شعر نقل کیے ہیں، اور اس سے قبل ابراہیم بن یحییٰ الغزی کے قصیدے کے دو عربی شعر درج کیے ہیں، راحۃ الصدور میں اس قصیدے کے تین شعر درج ہیں، لباب الالباب میں پہلی بیت (۲۴) جس میں جریر اور فرزدق کا ذکر ہے، شامل نہیں اور دوسرے شعر کا پہلا مصرعہ راحۃ الصدور میں درج مصرعہ (۲۵) سے بالکل مختلف ہے۔ اور یہی مختلف صورت میرزا محمد قزوینی نے جہانگشای جوینی کے حاشیے میں نقل کی ہے خلاصہ یہ کہ راحۃ الصدور میں عربی کے قطعے کے بعد فارسی کا قطعہ ہے، اور لبالب الالباب میں بھی یہی ترتیب ہے، اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ راحۃ الصدور اور لباب الالباب کے مآخذ ایک ہی ہوں گے راحۃ الصدور ۵۹۹ ہجری کی ہے اور لباب الالباب ۶۱۷ ھ کی، دونوں کے زمانے میں بہت کم فرق ہے، لہذا دونوں کے ایک ماخذ سے استفادے کا امکان بہت قوی ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ آثار علوی، راحۃ الصدور، چچ نامہ اور لباب الالباب میں جو فارسی قطعہ منقول ہے، اس کے مصنف کا پتا چل گیا، اگرچہ میرے خیال میں اس کے مصنف کا نام آج سے ۲۷ سال قبل ڈاکٹر محمد اقبال نے راحۃ الصدور کے حواشی میں درج کر دیا تھا، لیکن مجھے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی، مجھے یہ اطلاع اولاً پروفیسر نفیسی کی مرتبہ کتاب "لبالب الالباب" کے حاشیے سے ملی، بعد میں راحۃ الصدور مطالعے میں آئی تو اس امر کی توثیق ہو گئی کہ اس تاریخ کے فاضل مصحح نے ۱۹۲۱ء ہی میں اس قطعے کے مصنف کا پتا چلا لیا تھا اور ساتھ ہی سعدی شیرازی کے قطعے کا ذکر بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ کتاب مذکورہ کے ص ۴۷۸ پر یہ عبارت ملتی ہے:

"ص ۶۲ س ۴ - ۷، این دو بیت از قصیدۂ رشید الدین وطواط (۲۶) است در مدح قطب الدین خوارزم شاہ (۲۷)، اوّلش اینست

ای آنکہ در جہان ز تو سری نہان نماند　　　باعدلِ تو نشانِ ستم در جہان نماند

(Add 16 ، 791 : tt 91 ـ 92 دیوان وطواط)

و این دو بیت را توارد (۲۸) غریبی است با قطعهٔ معروف سعدی :

بس نامور بزیر زمین دفن کرده اند — کز هستیش بر روی زمین یک نشان نماند
زنده است نامِ فرخِ نوشیروان بعدل — گرچه بسی گذشت که نوشیروان نماند

(گلستان چاپ کلکتہ ص ۲۳)

رشید وطواط کے قصیدے (۲۹) میں ، آثارِ علوی میں منقول تینوں ابیات ۱۹ ، ۲۰ اور ۲۱ نمبر پر ہیں ، قصیدۂ مذکور کے چند شعر (۳۰) درج ذیل ہیں :

وہم در ستایشِ اتسز گوید

ای آنکه درجهان ز تو سری نهان نماند — باعدلِ تو نشانِ ستم درجهان نماند
تا چرخ تیغ فتنه نشان در کفت نهاد — بر تختِ خسروی چو تو صاحبقران نماند
از خسروان عرصهٔ عالم بعلم و حلم — بر تخت خسروی چو تو صاحبقران نماند
با کوکبان جاه تو در کلّ خافقین — آوازهٔ کواکب هفت آسمان نماند
آن کس که کرد با تو بجان باختن خطر — درششدر نهیب تو جز رایگان نماند
برخوان جود تو شکم هیچ کس تهی — زیر سپهر ، جز شکم بحر و کان نماند
ای خسرو جوان ز جفاهای بخت پیر — جز حضرت تو ملجاء پیر وجوان نماند
از حادثات عالم غدار بی وفا — جز در پناه جاه تو کس را امان نماند
اندر حریم دولت جاوید تو کسی — سرگشتهٔ حوادث آخر زمان نماند
یک اهل فضل درهمه اطراف شرق و غرب — در عهد روزگار تو بی نام و نان نماند
ای در جهان یقین شده آثار خیر تو — اندر خلود ذکر تو کس را گمان نماند
آن خسروان که نام نکو کسب کرده اند — رفتند و یادگار ازیشان جز آن نماند
ایشان نهان شدند درین جوف کائنات — لیکن شعار کرده ایشان نهان بخاند
نوشین روان گرچه فراوانش گنج بود — جز نام نیک از پس نوشیروان نماند
عید آمدست باش بدو شادمان که خصم — از آفت و وعید قضا شادمان نماند
ای عید مومنان بجهان جاودان بمان — ورچند هیچ کس بجهان جاودان نماند

اس قصیدے کے سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ قصیدہ ۵۲۲ اور ۵۵۱ ہجری کے درمیان لکھا گیا (اس لیے کہ یہ سلطان علاء الدین اتسز کی مدح میں ہے اور اس بادشاہ نے ۵۲۲ تا ۵۵۱ ھ حکومت کی تھی) اور ۵۵۰ ھ کے کچھ بعد آثار علوی میں نقل ہوا ، اس سے ظاہر ہے کہ رشید کا یہ قصیدہ خود شاعر کی حیات میں کافی مشہور ہو چکا تھا ، ساتھ ہی یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ قصیدہ شاعر کے امہات القصائد میں نہیں ، اس سے ظاہر ہے کہ اوسط درجے کے کلام میں بعض جز ایسے ہوتے ہیں جن میں قبول عامہ کے جوہر چھپے ہوتے ہیں -

انوری کا ایک قصیدہ

انوری کے ایک قصیدے (۳۱) کے بارے میں جس کے کچھ اشعار ذیل میں درج ہیں کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں ، انھی کے بارے میں کچھ تفصیل درج کی جا رہی ہے :

ملک هم بر مَلِک قرار گرفت   روزگار آخر اعتبار گرفت
بیخ اقبال باز نشو نمود   شاخ انصاف باز بار گرفت
مدتی ملک در تزلزل بود   عاقبت بر مَلِک قرار گرفت
ملک تاج بخش تاج ملوک   کز یمین ملک در یسار گرفت
آنکه ملکی بیک سوال بداد   و آنکه ملکی بیک سوار گرفت
صبح تیغش چو از نیام بتافت   آفتاب آسمان حصار گرفت
عکس بزمش جو بر سپهر افتاد   خانهٔ زهره زو نگار گرفت
رزم اورا فلک تصور کرد   ساختش تیغ آبدار گرفت
بزم اورا زمانه یاد آورد   فکرتش نقش نوبهار گرفت
سایهٔ حلم بر زمین افگند   گوهر خاک از او وقار گرفت
شعلهٔ باس بر اثیر کشید   گنبد چرخ ازو شرار گرفت
ملکا خسروا خداوندا   این سه نام از تو افتخار گرفت
نه بانگشت عد و حصر قضا   چرخ جود ترا شمار گرفت
همه عالم شعار عدل تو داشت   ملک عالم همه شعار گرفت
پای ملک استوار اکنون گشت   که رکاب تو استوار گرفت
کارزار از هزاهز سپهت   صورت قهر کردگار گرفت
از نهیب تو شیر گردون را   آب ناخورده پیشیار (۳۲) گرفت
فتنه را زار زوی خواب امان   هوس کوک و کوکنار گرفت ......

اس قصیدے میں کل ۳۳ ابیات ہیں ، اور یہی تعداد دیوان طبع مدرس رضوی (ص ۹۴ - ۹۶) ، اور راحۃ الصدور راوندی (ص ۱۹۹ - ۲۰۰) میں پائی جاتی ہے -

اس قصیدے کے بارے میں چند بنیادی اختلافات ملتے ہیں :

۱- بعض جگہ یہ قصیدہ سنجر (۳۳) کے نام ہے چنانچہ راوندی نے راحۃ الصدور میں سنجر کے نام سے نقل کر دیا ہے -

۲- بعض جگہ اس کا ممدوح دوسرا شخص ہے -

۳- بعض جگہ اس قصیدے کا مصنف ایک دوسرا شاعر ہے -

ان اختلافی امور کی کچھ تفصیل درج کی جاتی ہے:

اس قصیدے کا انتساب انوری کی طرف دو قسم کے مآخذ میں ہے - اول دیوان انوری کے ان تمام نسخوں میں شامل ہے جن کی بنیاد پر مدرس رضوی نے اس دیوان کے متن کی تصحیح کی ہے - ان میں وہ نسخہ بھی ہے جو ۷۰۸ ہجری (۳۴) کا مکتوبہ ہے - دوم محمد بن علی راوندی نے راحۃ الصدور تالیف ۵۹۹ ھ میں انوری کے اس قصیدے کو سنجر کے نام سے نقل کیا ہے - انوری کی وفات (۳۵) ۵۸۳ ھ اور ۵۹۷ ھ کے درمیان کی کئی تاریخیں بتائی جاتی ہیں ، بہرحال میں ان میں کوئی بھی تاریخ ہو ، وفات کے چند ہی سال کے اندر راحۃالصدور میں یہ قصیدہ نقل ہوتا ہے ، اور اس بنا پر راوندی کا قول جب کہ اس کی توثیق دیوان سے بھی ہو جاتی ہے بہت مستند قرار پاتا ہے لیکن اس کے باوجود محمد عوفی نے لباب الالباب (۳۶) میں جو ۶۱۷ ھ میں لکھا جاتا ہے ، اس قصیدے کو انوری کے بجائے ظہیر الدین محمد بن علی سمرقندی (۳۷) مؤلف سند باد نامہ کا قرار دیا ہے:

الصدر الاجل ظہیر الدین و الکتاب محمد بن علی السمرقندی الکاتب

و این شعر از انشای اوست ،

اور اس کے بعد قصیدۂ زیر بحث کے ۸ شعر جن کی ترتیب اصل قصیدے میں کچھ مختلف ہے ، نقل کیے ہیں :

۱ - ملک بر

۲ - تیغ اقبال

۳ - مدتی ملک

۴ - آنکہ گنجی

۵ - عکس بزمش

۶ - صبح تیغش

۷ - ملکا خسروا ، خداوندا

۸ - پایۂ ملک استوار

ان اشعار کی ترتیب کے سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ قصیدے کی چوتھی بیت اس میں نہیں ہے ، پانچویں اور چھٹی کی ترتیب قصیدے میں بالعکس ہے ، ساتویں بیت قصیدے میں بارہویں اور آٹھویں سولہویں بیت ہے -

صاحب لباب الالباب کے بیان کی تائید امین احمد رازی کی تصنیف " ہفت اقلیم " سے ہوتی ہے ، یعنی آخرالذکر کتاب میں مندرجہ بالا آٹھ ابیات محمد بن علی سمرقندی کاتب مؤلف

سندباد نامہ کے نام سے نقل ہیں ، ان ابیات کی ترتیب لباب الالباب میں مندرجہ ابیات کے مطابق ہے ، اور چوتھے شعر میں دیوان اور راحۃ الصدور میں درج بیت کے خلاف "آنکہ ملکی" کے بجائے "آن کہ گنجی" ہے ، اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ہفت اقلیم کا بیان لباب الالباب سے لیا گیا ہے ، اس لیے آخرالذکر کا بیان اس سے موکّد نہیں ہو سکتا - بہت ممکن ہے کہ بعض دوسرے تذکروں میں لباب الالباب کا قول نقل ہو -

محمد بن علی راوندی مؤلف راحۃ الصدور کی ایک نظم

محمد بن علی راوندی نے راحۃ الصدور (تاریخ آل سلجوق) میں "خاتمت کتاب" کے ذیل میں ایک رباعی اور ایک معشر ترکیب بند اس طرح درج کیا ہے (۳۸) :

ملک تعالیٰ آفتاب دولت و سایۂ اقبال خدایگانی سلطان جہانی ذوالقرنین الثانی قیصر الزمانی اسکندر الدّورانی غیاث الدّنیا و الدّینی کہف الاسلام و المسلمینی ابوالفتح کیخسرو بن السلطان العادل قلج ارسلان (۳۹) تا قیام الساعۃ تابندہ و پایندہ داراد و وارث ملک و تاج و تخت سلاطین آل سلجوق باد و اقالیم عالم و زمام حلّ و عقد بنی آدم و اعمال جہان و مصالح عالمیان بدست اقتدار او دہاد و رقاب ملوک و جبابرۂ عالم مذلّل و مسخّر اوامر و نواہی او باد تا بندگان از اطراف روی بحضرت اعلی اعلاہ اللہ می آرند و منازل و مراحل می گزارند و چنین مدحہا گویند :

نظمی کہ زجہد آدمی بیرونست   لمنست کہ مدح خسرو میمونست
یک نیمہ نبشتہ خوان و آن نیمہ دگر   از نام صور معنوی و موزونست

....

پیش (۴۰) سلطانند در فرمانبری   آدمی و بحری (۴۱) و دیو و پری
شہ غیاث الدین (۴۲) کیخسرو کہ یافت   تاج و تخت و رایت (۴۳) و انگشتری
مطرب و طباخ و نعل و کاتبش   زہرہ و خورشید و ماہ و مشتری
باد و خاک و آب و آتش بدرش   خازن (۴۴) و صراف و پیک و جوہری

در پناہ عدل او باہم براز
شیر و گور و گرگ (۴۵) و میش و کبک و باز

در کف غلمان و احبابش (۴۶) بہم   نیزہ و شمشیر و زوپین و قلم
مایۂ (۴۷) فراش آسمانش تا زند   بارگاہ و خرگہ و کوس (۴۸) و علم
جملہ (۴۹) بریانی بخوانش بر مدام   گاو و ماہی اشتر و اسپ و غنم
بحر و کان کردہ نثار حضرتش   لؤلؤ (۵۰) و یاقوت و دینار و درم

مطربان در بزم گاه او بکف
بربط و چنگ و رباب و نای و دف
کرده در بستان عیش او وطن گلبن و شمشاد و سرو و نارون
صید (۵۱) باز و صید یوز او شده کرگس و سیمرغ و پیل (۵۲) و کرگدن
مہر و ماه (۵۳) و زہره و تیرش بہ بزم طبل باز و ساغر و تشت و لگن
برتنِ بدخواه او چہره شده خار پشت و لقلق (۵۴) و زاغ و زغن
رودہا در بوستانش ساختہ
بلبل و قمری و کبک و فاختہ
باد در باغ مرادش جلوه گر عندلیب و طوطی و طاوس نر
کرده از نعل سمندش خسروان گوشوار و یاره و طوق و کمر
پاره پاره بر تنِ بدخواه او جوشن و خود و گج آگند (۵۵) و سپر
کارگر بر پیکر خصمان او گرز و خشت و ناچخ و تیر و تبر
بارور دَر صد ہزارش باغ (۵۶) و ده
سیب و نارنج و ترنج و نار و بہ

مونس الاحرار جاجرمی (تالیف ۷۴۱ ھ) کا ۲۹ واں باب "اشعار مصور و اختیارات قمر" پر ہے ، اشعار مصوّر کا جز اس طرح شروع ہوتا ہے (۵۷) :

"استاد محمد الراوندی فرماید رحمۃ اللہ علیہ
پیش سلطانند در فرمانبری الخ تا آخر منظومۂ بالا"

مونس الاحرار میں مندرج نظم راحۃ الصدور کی روایت سے دو طرح سے متفاوت ہے :

۱- راحۃ الصدور میں یہ نظم واضح طور پر مؤلف یعنی راوندی نے اپنی طرف منسوب نہیں کی (گو قرائن ایسے ہیں جن کی بنا پر اس نظم کو راوندی ہی کا سمجھنا چاہیے) اس کے برخلاف محمد بن بدر جاجرمی نے مونس الاحرار میں راوندی ہی کو اس منظومے کا مصنف ٹھہرایا ہے -

۲- راحۃ الصدور کی روایت کے اعتبار سے اس نظم کا تعلق شاہ غیاث الدین کیخسرو سے ہے جبکہ مونس الاحرار میں نظم کی نسبت سلیمان شہ (سلیمان شاہ) کی طرف ہے -

راحۃ الصدور سلجوقی خاندان کے حکمرانوں کی تاریخ ہے جو پہلے حکمران سلطان طغرل بک محمد سے شروع ہوتی ہے اور آخری حکمران طغرل بن ارسلان پر ختم ہوتی ہے (۴۲۴ تا ۵۹۰ ھ) ، مصنف نے ۵۹۹ ھ میں یہ کام شروع کیا اور دو تین سال میں ختم کیا ، اور بقول خود ، روم کے حکمران غیاث الدین کیخسرو کے نام ۶۰۱ ھ کے بعد معنون کیا ، راوندی لکھتا ہے کہ (۵۸) پہلے وہ کیخسرو کے بھائی رکن الدین سلیمان شاہ کے نام معنون کرنا چاہتا تھا لیکن جب اس کو معلوم ہوا

کہ اس نے اپنے بھائی سے تخت چھین کر اس کو اپنے حق سے محروم کر دیا ہے تو اس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور جب ۶۰۱ ھ میں اس کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد غیاث الدین کیخسرو وارث تخت بنا تو راحۃ الصدور اس کے نام معنون کر دی گئی - لیکن یہ بات صحیح نہیں ، راحۃ الصدور کا پہلا ایڈیشن رکن الدین سلیمان شاہ ہی کے نام پر تمام ہوا تھا ، پھر اس کے انتقال پر تھوڑی سی تبدیلی سے دوسرا ایڈیشن تیار کیا گیا جو غیاث الدین کیخسرو کے نام معنون ہوا ، اور اس کے دو ایڈیشنوں کے بارے میں واضح ثبوت موجود ہیں ، فی الحال جو مطبوعہ ایڈیشن ہے وہ دوسری رولت کا نمائندہ ہے ، چنانچہ اس میں واضح طور پر غیاث الدین کیخسرو کی مدح ہے لیکن اسی ایڈیشن میں پہلے ایڈیشن کی طرف اشارہ ہے جو سلیمان شاہ کے نام پر تھا -

۱- پیوستہ این شہریار جہاندار از بہر کسان خوان می نہاد ، شیران لشکر ش از سگان ابخازی برای کرگسان خوان نہادند (ص ۲۹)

اس عبارت میں مؤلف نے سلیمان شاہ کے اس حملے کی طرف اشارہ کیا ہے جو ابخاز پر کیا گیا تھا -

۲- اے آنکہ حراست ملک آتاش　　بادیو وپری بزیر خاتم (ص ۱۲۳)

۳- پشت دین بلمظفر آن شاہی　　کآمد آتاش شاہ پیغمبر (ص ۲۵۸)

ان دونوں ابیات میں حضرت سلیمان پیغمبر کی تلمیح سے سلیمان شاہ پر قیاس کیا جا سکتا ہے -

۴- مطبوعۂ کتاب کے ص ۴۵۱ پر نسخۂ اصلی کا جو عکس ہے اس میں سرخ روشنائی میں سلیمانشاہ　درج ہے-

۵- مونس الاحرار میں جو اشعار درج ہیں ، ان میں ممدوح کا نام سلیمان شہ ملتا ہے-

خلاصۂ کلام یہ کہ راحۃ الصدور کا پہلا ایڈیشن سلیمان شاہ کے نام پر تھا اور دوسرا ایڈیشن غیاث الدین کیخسرو کے لیے تیار ہوا تھا اور یہی دوسرا ایڈیشن مطبوعہ شکل میں موجود ہے قابل ذکر بات یہ ہے کہ راحۃ الصدور کا ایک ہی مخطوطہ موجود ہے جس کی بنیاد پر ڈاکٹر محمد اقبال کا انتقادی متن ۱۹۲۱ میں لندن سے شایع ہوا یہ مخطوطہ Bibliotheque Nationale Paris (Supplement Persan 1314) میں موجود ہے - جب یہ بات طے ہو گئی کہ راوندی نے پہلے ایڈیشن میں سلیمان شاہ کی مدح کی تھی پھر دوسرے ایڈیشن میں سلیمان شاہ کے بجائے غیاث الدین کیخسرو کو ممدوح ٹھہرایا ، تو جس نظم میں یہ ردوبدل ہو رہا تھا وہ راوندی کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی - اور باوجود اس امر کے کہ خود راحۃ الصدور میں نظم کے ساتھ مصنف کا نام

نہیں ، یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ یہ منظومہ خود راوندی یعنی مصنف راحۃ الصدور کا ہے جیسا کہ مونس الاحرار میں بدر الدین جاجرمی نے درج کیا ہے -

اس منظومے کے بارے میں ایک اور اختلافی امر ملتا ہے ، تذکرہ دولت شاہ (۵۹) میں یہ منظومہ شرف الدین شفروہ (۶۰) کا بتایا گیا ہے ، اور اس کی دوسری بیت میں طغرل شاہ کا نام اس طرح درج ہے

طغرل آن کز ہفت سلطان دارد او
تاج و تخت و افسر و انگشتری

گویا یہ منظومہ طغرل شاہ (سلجوقی) کے لیے لکھا گیا تھا - اس میں شبہہ نہیں کہ شرف شفروہ ، مؤلف راحۃ الصدور کا معاصر تھا ، لیکن یہ ابیات اس کے نہیں ہو سکتے کہ راحۃ الصدور سے یہ بات واضح ہے کہ یہ اشعار ایک بار رکن الدین سلیمان شاہ کے نام پر ملتے ہیں اور دوسری بار غیاث الدین کیخسرو کے لیے- طغرل شاہ باوجود اس کے کہ مؤلف راحۃ الصدور اس کا مداح تھا اس کتاب کی تالیف سے بہت پہلے فوت ہو چکا تھا - راحۃ الصدور ۵۹۹ ھ میں لکھی جانی شروع ہوئی اور طغرل شاہ بن ارسلان شاہ کی موت ۵۹۰ ھ میں ہو چکی تھی (۶۱) -

متذکرالصدر منظومہ مونس الاحرار میں " اشعار مصور " (۲۹ ویں باب) کے تحت نقل ہوا - مونس الاحرار کا اصل مخطوطہ جو خود مصنف یعنی بدرالدین جاجرمی کا مکتوبہ ہے ایک عتیقہ فروش کیورکیاں (Kevorkian) کے پاس نیو یارک میں تھا ، اس نے یہ نہایت قیمتی مخطوطہ مشہور ایرانی مورخ و محقق میرزا محمد بن عبدالوہاب کو مطالعے کے لیے دیا ، چنانچہ میرزا صاحب نے اس کتاب پر ایک محققانہ مقالہ Bulletin of the School of Oriental Studies ، لندن ج ۵ ، بخش اول ، ۱۹۲۸- ۱۹۳۰ ، میں شایع کیا ، میرزا محمد نے اصل مخطوطہ اس کے مالک کو واپس دے دیا ، کچھ دنوں بعد انھیں پھر یہ مخطوطہ مطالعے کو ملا تو انھوں نے ایک عالمانہ مقالہ لکھا جو " بیست مقالہ قزوینی " میں شامل ہے ، اس میں انھوں نے اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ ۲۹ ویں باب کے مصور اوراق اتفاق سے غائب ہو چکے ہیں اور مخطوطہ ناقص حالت میں ہے-

۱۹۸۷ء کے وسط میں راقم الحروف کو امریکا جانے کا اتفاق ہوا ، امریکا کے قیام میں اپنے ایک دوست سے ملنے کلیولینڈ جانا ہوا ، یہ جولائی کا مہینہ تھا- ایک روز کلیو لینڈ میوزیم آف آرٹ گیا ، وہاں ہندوستانی سیکشن کے کیوریٹر Dr STAN J.CZUMA نے میوزیم کی سیر کرائی ، اسی دوران اسلامک سیکشن میں دفعتہً مجھے مونس الاحرار کا ایک مصور ورق دکھائی دیا جو اونچائی پر لٹکا ہوا تھا - کلیو لینڈ سے دوسرے روز واپس ہوا ، میرا قیام ویسے تو زیادہ شکاگو میں تھا لیکن کچھ دنوں کے لیے اپنے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر عبدالواسع کے یہاں کراون پوائینٹ چلا گیا تھا ، چنانچہ کلیو لینڈ سے

کراون پوائینٹ آیا اور وہیں سے ڈاکٹر CZUMA کو خط لکھا اور اس مصور ورق کے بارے میں تفصیلات چاہیں ، ان دنوں میوزیم میں اسلامک سیکشن کا کوئی کیو ریٹر نہ تھا ، چنانچہ انھوں نے میرا خط مسٹر ایلن لیون سیکریٹری ڈپارٹمنٹ آف ٹیکسٹائل کو بھیج دیا - سیکریٹری نے اس سلسلے کے جتنے حوالے ملے وہ سب میرے پاس بھیج کر اہل مغرب کی علم دوستی کا ایک ناقابل فراموش نمونہ قائم کیا- ان کے خط اور مشمولات سے معلوم ہوا کہ اصل مخطوطے کے سات مصور ورق نکالے گئے تھے جو اب امریکا کے مختلف میوزیموں میں موجود ہیں ، ان کی تفصیل یہ ہے :

- بالٹی مور ، والٹرس آرٹ گیلری
- کیمبرج (میساچوسیٹس) فوگ آرٹ میوزیم
- کلیو لینڈ ، میوزیم آف آرٹ
- نیو یارک میٹرو پولیٹن میوزیم آف آرٹ
- پرنسٹن ، یونیورسٹی لائبریری
- واشنگٹن ، فریر آرٹ گیلری

ان مصور اوراق کا تنقیدی مطالعہ دو کتابوں میں ملتا ہے :

- بیل گرے : پرشین پینٹنگ کلیو لینڈ ،
- J . Erust . Grule ، مسلم منیچر پینٹنگ ، وینس ، ۱۹۲۹

راقم نے بعض اوراق کے عکس حاصل کر لیے ہیں ، اور ان کے تعلق سے ایک مضمون انگریزی میں لکھا ہے لیکن ہنوز وہ شائع نہیں ہوا -

اس سلسلے کی خط و کتابت اور تصویر کے تنقیدی مطالعات مقالے کی قدر و قیمت کی افزایش کا موجب ہو سکتے ہیں ، لیکن فی الحال اسے نظر انداز کیا جاتا ہے -

نذیر احمد

حواشی

۱- کلیات سعدی ، تہران ۱۳۶۵ شمسی ، ص ۳۸ -

۲- ن : یک نشان

۳- ن : زیر خاک

۴- ن : بعدل

۵- ساسانی خاندان کا اکیسواں جلیل القدر بادشاہ جس نے ۵۳۱ تا ۵۷۹ء فرمانروائی کی - اس کا اصل نام خسرو تھا (اسی سے کسریٰ معرب ہوا) ، اس کا باپ قباد اور اس کی ماں ایک دہقان کی بیٹی تھی - اس نے رومیوں کو شکست دے کر اپنی قلمرو کو وسیع اور مستحکم کیا - اور اندرون ملک عدل و انصاف کی ایسی شاندار روایت قائم کی کہ تاریخ میں نوشیروان عادل کے نام سے جانا جاتا ہے ، اسی کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی

۶- شرف الدین محمد بن مسعود بن مسعود مروزی بخاری حنفی صاحب تصنیف بزرگ گذرے ہیں ، ان کی ایک عربی تصنیف الکفایہ فی علم الہیہ ، تھی جس کا انھوں نے ۵۴۹ ھ میں جہان دانش کے نام سے فارسی میں ترجمہ کیا جو تہران میں ۱۳۱۵ شمسی میں طبع ہوا ہے ، وہ ۵۸۲ھ میں بخارا میں زندہ تھے آثار علوی ان کا فارسی رسالہ ہے جس میں جہان دانش کا ذکر ہے شیخ رضی الدین نیشاپوری کے استاد تھے - محمد تقی دانش پژوہ نے رسالہ آثار علوی کو ایک اور رسالے کے ساتھ " دو رسالہ دربارۂ آثار علوی " کے نام سے انتشارات فرہنگ ایران زمین کے تحت ۱۳۳۷ میں تہران سے شائع کر دیا ہے - حالات کے لیے دیکھیے مقدمہ دو رسالہ دربارۂ آثار علوی

۷- دو رسالہ : ص ۸۲

۸- پچنامہ : آن سروران -

۹- یہ کتاب ڈاکٹر محمد اقبال کی کوشش سے ۱۹۲۱ء میں لائڈن سے شائع ہوئی ، اس کا صرف ایک ہی مخطوطہ دستیاب ہے - البتہ اس کا ایک خلاصہ پیرس میں ہوا اور ایک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کتب خانے میں ، راقم اس کی تصحیح میں مشغول ہے -

۱۰- ص ۲۶ -

۱۱- یہ اشعار ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان الغزی کے ایک قصیدے کے ہیں جو ابوالعلا مکرم صاحب کرمان کی مدح میں ہیں (جہانگشای جوینی ۱ : ۱۶۳ ح) میرزا محمد قزوینی کا بیان ہے

کہ قطعے کی دوسری بیت قصیدے میں نہیں - جہانگشای جوینی (ایضاً) میں یہ بیت آئی ہے

ولہ من التّفجّع الجمیل صفائحٌ
اسر الطّلیق بہا و فک العانی

اس پر محمد قزوینی کا یہ حاشیہ ہے :

من قصیدۃ لابراھیم بن عثمان الغزی الشاعر المشہور بمدح بہا ابا عبد اللہ مکرم العلا صاحب کرمان ومنہا :

لولاَ شہود الجود انکر سامعٌ
ما قالہٗ حسّانٌ فی غسّانِ

ولیس منہا البیت المعروف الذی یقترن غالباً بہذا البیت وھو :

وتری ثناء الرودکی مخلدا
من کل ما جُمَعَت بنو سامان

قابل ذکر امر یہ ہے کہ تیسری بیت کا پہلا مصرعہ لباب الالباب (طبع نفیسی ص ۱۴) اور جہانگشای جوینی (۱ : ۱۹۳ ح) میں راحۃ الصدور میں مندرج صورت سے مختلف ہے لباب الالباب میں پہلی بیت یعنی لولا جریر الخ نہیں ، اور دوسری بیت جو بقول قزوینی الغزی کے قصیدے میں نہیں ملتی ، لباب میں موجود ہے (طبع نفیسی ص ۱۴) -

۱۲- ولادت ۲۸ ھ وفات ۱۱۰ ، اموی دور کا عربی کا زبردست شاعر ، فرزدق کا معاصر تھا ، دونوں نے ایک دوسرے کی ہجو بھی کی ہے -

۱۳- ابوفراس ہمام بن غالب تمیمی دارمی ، ولادت ۱۹ ھ وفات ۱۱۰ ھ اموی دور کا مشہور و معروف شاعر ،

۱۴- آل مروان یا بنی مروان اموی خلفا کا ایک سلسلہ ہے جو آل سفیان کے بعد خلافت کا وارث ہوتا ہے ، پہلا خلیفہ مروان بن حکم ہے ، معاویہ بن یزید کے بعد شام کا خلیفہ مقرر ہوا ، ۴ ماہ بعد اس کا بیٹا عبدالملک خلیفہ منتخب ہوا، خانوادے کا آخری خلیفہ مروان ثانی ۱۳۲ ھ میں ابومسلم کے ہاتھوں مغلوب ہوا اور اسی پر بنی مروان کے خاندان کا خاتمہ ہوا ، اس خانوادے کے خلفا یہ ہیں :

مروان ۶۴ ھ ، عبدالملک ۶۵ - ۸۵ ھ ، ولید ۸۶ - ۹۵ ھ ، سلیمان ۹۶ - ۹۸ ھ ، مع ۹۹ - ۱۰۰ ھ ، یزید ثانی ۱۰۱ - ۱۰۴ ھ ، ھشام ۱۰۵ - ۱۲۴ ھ ، ولید ثانی ۱۲۵ ھ ، یزید

ثالث ۱۲۶ ھ ، ابراھیم ۱۲۶ ھ ، مروان ثانی ۱۲۷ - ۱۳۲ ھ

۱۵- ابو عبداللہ جعفر بن محمد رود کی استاد شاعران فارسی ، وفات ۳۲۹ ھ ، بچپن سے نابینا تھا شاعری میں مختلف یاگاریں چھوڑی ہیں ، لیکن ان میں سے آج کم موجود ہیں ، اس کی مشہور ترین کتاب کلیلہ دمنہ تھی جو مفقود ہے ، اس کے علاوہ کئی اور مثنویاں ، قصیدے ، غزلیات ، قطعات ، رباعیات لکھیں ، دستبرد زمانہ سے ان کا زیادہ حصہ ختم ہو گیا ، استاد نفیسی نے "اشعار رود کی" کے نام سے تین جلدوں میں رودکی کے اشعار فراہم کیے ہیں -

۱۶- آل سامان سے مراد سامانی خاندان ہے جس کے فرمانرواؤں نے ۲۶۱ ھ سے ۳۸۹ ھ تک حکومت کی ، ان کے نام یہ ہیں : نصر بن احمد بن اسد بن سامان (جلوس ۲۶۱ ھ) اسماعیل بن احمد (جلوس ۲۷۹ ھ) ، احمد بن اسماعیل (جلوس ۲۹۵ ھ) نصر بن احمد (جلوس ۳۰۱ ھ) ، نوح بن نصر (جلوس ۳۳۱ ھ) عبدالملک بن نوح (جلوس ۳۴۳ ھ) منصور بن نوح (جلوس ۳۵۰ ھ) ، نوح بن منصور (جلوس ۳۶۵ ھ) ، منصور بن نوح (جلوس ۳۸۷ ھ) ، عبدالملک بن نوح (جلوس ۳۸۹ ھ) - مجلدی گرگانی کہتا ہے

از آن چندان نعیم این جہانی
کہ ماند از آل ساسان آل سامان

ثنای رودکی ماندست و مدحت
نوای باربد ماندست و دستان

۱۷- غسان عربستان کا ایک قبیلہ تھا جو تہامہ سے کوچ کرکے (چہار مقالہ لباب الالباب ص ۱۴) نواحی شام میں قرن پنجم عیسوی میں آباد ہوا ، قرن ششم کے شروع میں ۵۲۹ ء میں اس قبیلے کی سربراہی ایک سردار حارث بن جبلہ کے سپرد ہوئی ، حارث نے اہل حیرہ اور رومیوں کو شکست دے کر عربوں میں بہت ناموری حاصل کی ، چنانچہ متعدد شعراء نے اسکے کارناموں کا ذکر اپنی نظموں میں کیا ہے ، حارث بن حلزہ کے معلقات میں اس کی خاصی مدح ملتی ہے ، حارث کے بعد اس کا بیٹا منذر ۱۳ سال تک اس کا جانشین رہا ، آخر میں رومیوں نے اس کو شہر بدر کر دیا ، منذر کا لائق بیٹا نعمان تھا جس نے رومیوں سے سخت جنگیں کیں ، نعمان کے بعد اس خاندان کی باقاعدہ تاریخ نہیں ملتی ، البتہ عرب شاعروں کے قصیدوں میں بعض غسّانی امراکی مدح ملتی ہے (فرہنگ معین و لغت نامہ)

حسّان بن ثابت خزرجی انصاری جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مداح کی حیثیت سے
کافی مشہور ہیں غسّانی ملوک کے بھی مداح رہے ہیں ، ۵۴ ھ میں وفات پائی -

۱۹- طبع بلوچ ص ۸ - ۹

۲۰- وہ ملتان ، سندھ اور اُچہ کا حکمران اور قطب الدین ایبک کا داماد تھا- ۶۲۴ ھ میں
التتمش کے ہاتھوں شکست ہوئی تو دریاے سندھ میں کود کر ہلاک ہوا - علماء و فضلاء کا بڑ
قدر دان تھا ، عوفی ، منہاج سراج وغیرہ اس کے دربار سے منسلک تھے -

۲۱- عین الملک اشعری ، قباچہ کا وزیر تھا ، قباچہ کی شکست کے بعد دلی چلا آیا ، محمد عوفی
بھی اُچہ سے دلّی چلا آیا تھا - التتمش کے وزیر نظام الملک جنیدی سے وابستہ ہوا تھا ..
اسی کے نام اپنی مشہور کتاب "جوامع الحکایات" معنون کی -

۲۲- قصیدے کا مطلع یہ ہے :

خسروا ملک بر تو خرّم باد
کُلّ گیتی ترا مسلّم باد

(۸ شعر)

یہ انوری کے ایک قصیدے سے ہے جس میں ۳۳ شعر ہیں اور دیوان کے ہر نسخے میں
شامل ہے ، ڈاکٹر سدا رنگانی کی کتاب "فارسی گویان ہندوستان" طبع تہران ، ۱۹۷۶ ،
ص ۱۴ میں یہ اشعار علی کوفی مؤلف چچ نامہ کے بتائے گئے ہیں - دیکھیے راقم کا مقالہ
"چچ نامے میں منقول فارسی اشعار" رسالہ تحقیق" ، سندھ یونیورسٹی ، جام شورو
(پاکستان)

۲۳- طبع لیدن ج ۱ ص ۲۱۱ ، طبع نفیسی ص ۱۴

۲۴- یعنی یہ بیت : لولا جریرؓ والفرزدق الخ

۲۵ راحۃ الصدور میں مصرعہ اس طرح پر ہے : وملوک غسان نفانوا غیرہا ، جب کہ لباب میں
یہ ہے : لولا شہود لجود انکر سامعؒ -اور یہی قراءت میرزا محمد قزوینی نے حاشیہ جہانگشای
جوینی (جلد ۱ ، حاشیہ ص ۱۹۳) میں درج کی ہے -

۲۶- رشید الدین وطواط عربی اور فارسی کا شاعر اور ادیب تھا ، اس کی پیدائش بلخ میں ہوئی ،
علاء الدولہ آتسز کے اوائل عہد میں ہوئی خوارزم گیا اور بادشاہ کا دوست اور جلیس ہو
گیا - اس کی وفات ۵۷۳ یا ۵۷۸ ھ میں ہوئی - دیوان اشعار کے علاوہ اس کی مشہور
تصنیف "حدایق السحر" ہے - اس کی اور تصانیف میں منشات فارسی ، مجموعۂ رسائل عربی
فصل الخطاب ، تحفۃ الصدیق ، انس اللقّان ، نثر اللآلی ہیں -

یہ بات صحیح نہیں ، یہ قصیدہ سلطان قطب الدین کے بیٹے علاءالدین اتسز کی مدح میں ہے ، ڈاکٹر صفا نے تاریخ ادبیات میں لکھا ہے کہ وطواط سلطان اتسز (۵۲۲ھ - ۵۵۱ھ) کے دربار میں پہنچا ہے : " وبعد از اتمام تحصیلات خودو کسب مہارت در فارسی و عربی بخوارزم رفت و در اوائل عہد ابوالمظفر علاء الدولہ اتسز بن قطب الدین محمد خوارزمشاہ بخدمت او پیوست و تا آخر عمر دردستگاہ خوارزمشاہان روزگار گذرانید و سمت صاحب دیوانی رسائل داشتہ مقرب سلطان وہموارہ در سفر و حضر ملازم خدمت اوبودہ " ج ۲ ص ۶۲۸ ، نیز رک مقدمۂ حدایق السحر بقلم عباس اقبال آشتیانی ،

یہ توارد نہیں ہے ، ظن قوی یہی ہے کہ سعدی کے پیش نظر رشیدالدین وطواط کا قصیدہ رہا ہو گا - اور اسی سے ان کو ہدایت ملی ہو ، اس کا بھی امکان ہے کہ دو یا تین شعر کے قطعے جو مختلف کتابوں میں درج ہیں ، ان میں سے کوئی کتاب سعدی کی نظر سے گذری ہو -

۲۹- اس میں کل ۳۳ ابیات ہیں -

۳۰- ص ۱۳۹ - ۱۴۰

۳۱- دیوان انوری چاپ سوم مدرس رضوی ۱۳۶۴ ، ص ۹۴ - ۹۶

۳۲- پیشیار پیشاب کو کہتے ہیں ، شعر کا مطلب ہے کہ آپ کے رعب کا یہ عالم ہے کہ شیر گردوں باوجود اس کے کہ پانی نہیں پیتا ، اس کا پیشاب خطا ہو جاتا ہے بعبینہٖ یہی محاورہ اردو میں بھی رائج ہے ، بہت ممکن ہے کہ فارسی ہی سے لیا گیا ہو

۳۳ ولادت ۴۷۹ھ ، جلوس ۴۹۳ھ ، وفات ۵۵۲ھ ، مدت حکومت ۵۹ سال جس میں پونے چار سال (محرم ۵۴۸ھ تا رمضان ۵۵۱ھ) غزوں کی قید میں رہا (مقدمۂ دیوان انوری ص ۳۴ - ۳۷)

۳۴- ۳۰ مقدمۂ دیوان انوری ص ۱۲۱ بعدہ یہ نسخہ ل ہے -

۳۵- مقدمہ ص ۹۲

۳۶- طبع نفیسی ص ۸۶

۳۷- اس کا پورا نام محمد بن علی بن محمد بن الحسن الظہیری الکاتب السمرقندی ہے ، عوفی نے اس کو الصدر الاجل لکھا ہے وہ اک مدت تک قلج طمغاج خان ابراہیم کا صاحب دیوان انشا تھا ، قلج طمغاج خان آل افراسیاب میں تھا ، اس کی وفات ۶۰۰ھ کے قریب ہوئی ، اس کا بیٹا نصرۃ الدین قلج ارسلان عثمان اس سلسلے کا آخری حکمران تھا ، اس کی حکومت ۶۰۹ھ میں سلطان محمد خوارزمشاہ کے ہاتھوں ختم ہوئی ، ظہیری سمرقندی کی مشہور نثری

صحیف سند باد نامہ ہے جو ہندی قصص کی ایک کتاب کا ترجمہ ہے ، یہ کتاب ترکی محقق ڈاکٹر احمد آتش کے اعتناء سے ۱۹۴۸ء میں استنبول سے شایع ہو گئی ہے (صفا : تاریخ ادبیات ج ۲ ص ۴۳۵ ، ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱)

-۳۸ ص ۴۵۸ - ۴۵۹

-۳۹ سلاجقۂ روم کے فرمانروا قلج ارسلان بن مسعود نے ۵۵۱ ھ تا ۵۸۴ ھ حکومت کی ، اور اسی سال اس نے اپنے ملک کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا ، ۴ سال بعد فوت ہوا اس کے تین بیٹے تھے قطب الدین ملک شاہ ، ابوالفتح کیخسرو ، رکن الدین سلیمان شاہ ، اسی آخرالذکر کے نام پر راحۃ الصدور کا پہلا ایڈیشن تھا ، اس کی وفات (۶۰۱ ھ) پر راوندی نے راحۃ الصدور کو کیخسرو کے نام پر معنون کیا قلج ارسلان کے نام پر جیش نے اپنی کتاب القوافی معنون کی (صفا ، تاریخ ج ۲ ص ۹۹۸) نیز مقدمۂ محمد اقبال (راحۃ الصدور)

-۴۰ یہ نظم دو اور جگہ درج ہے ، ایک مونس الاحرار تالیف محمد بن بدر جاجرمی چاپ طبیبی تہران ۱۳۱۵ ، ج ۲ ص ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ اور دوسری جگہ تذکرۂ دولت شاہ سمرقندی ، چاپ محمد عباسی ، کتابفروشی بارانی ص ۱۷۰ - ۱۷۲ ، شرف الدین شفردہ کے نام سے جو صحیح نہیں ہے ، تذکرے میں تیسرے بند کا تیسرا شعر مفقود ہے)اور اختلافات قراءت بھی خاصے ہیں جو یہاں درج کیے جا رہے ہیں -

-۴۱ تذکرہ : وحشی

-۴۲ تذکرہ : (دوسرا مصرعہ ہے) طغرل آن کز ہفت سلطان دارد او-

-۴۳ تذکرہ : افسر

-۴۴ تذکرہ : حاجب و دربان پیک و لشکری

-۴۵ تذکرہ : شیر و آہو گرگ -

-۴۶ تذکرہ : کف خدام و غلمانش

-۴۷ مونس الاحرار میں یہ بیت غلطی سے پہلے بند میں شامل ہے -

-۴۸ تذکرہ : کند لان کوس

-۴۹ تذکرہ : برسری خوانش برای میہمان

-۵۰ تذکرہ : لولو و فیروزہ و زر و درم

-۵۱ مونس : صید باز وصید بوز ، تذکرہ : صید باز ویوز چرغ

-۵۲ تذکرہ : فیل ، مونس : یوز

۵۳- یہ بیت تذکرۂ دولت شاہ میں نہیں ہے مونس طبل و باز ، طبل باز ایک لفظ ہے بمعنی قسمی از طبل

۵۴- تذکرہ : لکلک ، معرب لقلق، گوشت خوار بہت بڑا پرندہ ہے جس کے کھلے بازو کی لمبائی ۲.۴ میٹر ہوتی ہے - اکثر سفید رنگ کا ہوتا ہے (فرہنگ معین)

۵۵- تذکرہ و مونس : قزاگند ، اس لفظ کی مختلف صورتیں فراغند ، فراگند ، کزاگند ، کژاغند کجاغند کی ہیں، دیکھیے فرہنگ معین -

۵۶- تذکرہ : شہر

۵۷- ج ۲ ص ۱۲۱۷ -

۵۸- راحۃ الصدور ص ۴۶۱ ، و مقدمۂ ڈاکٹر اقبال (انگلیسی) ص ۱۹ - (XIX)

۵۹- چاپ تہران ص ۱۷۰ - ۱۷۲، طبع لیدن ۱۰۴ - ۱۰۰ (اس بات کی اطلاع ڈاکٹر محمد اقبال کے حاشیہ راحۃ الصدور (ص ۴۵۸) سے ملی ، موصوف کی غیر معمولی کی قابلیت کی داد نہ دینا بڑا ستم ہے -

۶۰- دیکھیے صفا، تاریخ ادبیات، ج ۲، ص ۷۴۰ - ۷۴۱ ، صفانے بھی اسی قصیدے کی بنا پر شفروہ کو طغرل بن ارسلان کا مداح بتایا ہے، لیکن ان کو لکھنا پڑا : "این شاعر طغرل بن ارسلان (۵۷۳ - ۵۹۰) رانیز مدح گفتہ است، باید روزگار دراز یافتہ باشد "

۶۱- راحۃ الصدور ص ۳۷۱ -